

کیا ابنِ تیمیہ علماءِ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں؟

ابنِ تیمیہ کے بعض مقتدات پر ایک طائرانہ نظر

از قلم

رئیس المحققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام

مولانا محمد ابو بکر غازی پوری

اتحاد اہل السنة والجماعة پاکستان

ایک فکر انگیز تحریر

کیا ابن تیمیہ علماء اہلسنت والجماعت میں سے ہیں؟

ابن تیمیہ کے اعتقادات کا ایک سرسری جائزہ

————— از —————

محمد ابوبکر غازی پوری

————— شائع کردہ —————

مکتبہ اہل سنت والجماعت

87۔ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان فون 048-3881487

﴿ جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں ﴾

نام کتاب: کیا ابن تیمیہ علمائے اہل سنت و الجماعت میں سے ہیں؟

مؤلف: مولانا محمد ابو بکر غازی پوری

مطبع: عکاظ پرنٹرز لاہور 042-7574180

ٹائٹل: محمد ثارا نجم

ناشر: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا



- (۱) مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
- (۲) مکتبہ امدادیہ ملتان
- (۳) مکتبہ حقانیہ ملتان
- (۴) مکتبہ مجیدیہ ملتان
- (۵) ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
- (۶) قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی
- (۷) مکتبہ عمر فاروق نزد جامعہ فاروقیہ، کراچی
- (۸) انظہر اسلامک کیسٹ سنٹر، رحیم یار خان
- (۹) مکتبہ فاروقیہ محلہ جنگلی، پشاور
- (۱۰) دارالکتب صدر پلازہ محلہ جنگلی، پشاور

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
۵	مقدمہ
۹	غیر مقلدین اور سلفیوں کی منطق کا ذکر خیر
۱۱	ولی کا کشف کبھی طرح کا ہوتا ہے
۱۱	صوفیہ کی مطلقاً برائی کرنے والا حد اعتدال سے باہر ہے
۱۳	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ خواص حضرات کشف کے ذریعہ لوگوں کا انجام معلوم کر لیتے ہیں
۱۳	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ والوں کیلئے غیبی حقائق کھلتے بھی ہیں اور وہ نگاہوں سے غائب ہو کر آتے ہیں
	مخاطب بھی ہوتے ہیں۔
۱۴	تصرفات ولی کا انکار ممکن نہیں ہے
۱۶	ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ کرامات کا تعلق حضور کی اتباع کی برکت سے ہوتا ہے۔
۱۷	وصف نبوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ہیں
۱۸	انسان کیلئے تنہائی کا کوئی وقت ضروری ہے۔
۱۹	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حرام و حلال کا فیصلہ رسول اللہ فرماتے ہیں
۲۰	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اہل اللہ کو تصرف حاصل ہے اور ان کو کشف ہوتا ہے۔
۲۰	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ لوگوں کو کشف قبور ہوتا ہے
۲۱	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حالت بیداری میں بندہ اپنے دل سے ان چیزوں کو دیکھتا ہے جو اسے خواب میں نظر آتی ہیں۔
۲۳	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کبھی ایسا قلبی شاہدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس پر فنا کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے
۲۴	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں سماع اور حیات حاصل ہے اور دوسرے مومنین کو بھی۔

صفحہ	عنوان
۲۵	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف سے لوگوں کی شکایتوں کو سنا کرتے تھے الخ
۲۷	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بہت سے مومنین کو بھی قبر میں حیات حاصل ہے الخ
۲۸	ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ میت کا قرأت وغیرہ کی آواز سنا سنی ہے
۲۹	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کوئی بدعت ایجاد کرے
۳۰	تو بدعت تو حرام ہوگی مگر حسن نیت اور محبت پر بدعتی کو ثواب ہوگا
۳۱	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کے ہاتھ میں موت و حیات ہے
۳۲	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کی دعا سے گدھا زندہ ہو جاتا ہے
۳۳	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ کے ولیوں کو جو مکاشفات و تصرفات حاصل ہوتے ہیں ان سے انکو قرب الہی حاصل ہوتا ہے
۳۴	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) بدعتی تھے
۳۵	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ اللہ سے ذکر کرنا بدعت ہے
۳۶	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے ہیں
۳۷	ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات محل حوادث ہے
۳۸	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تجلی رب کے وقت جو غشی طاری ہوئی تھی
۳۹	اور چیخ نکلی تھی یہ ان کا نقص تھا اور کمال نبوت کے خلاف تھا
۴۰	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۴۱	سے بڑا عالم جانے وہ جاہل ہے۔
۴۲	ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ کوئی مومن حتیٰ کہ صحابہ کرام بھی ہدایت کاملہ کے ساتھ
۴۳	بایں محض نہیں تھے۔

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسال ۱۴۲۶ھ کے رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی غرض سے حرمین شریفین کا سفر ہوا، تو وہاں ملنے ملانے والوں میں دو تحریروں کا بڑا چرچا تھا۔ ایک کا نام تھا۔ کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟ .. اور دوسرا ایک آٹھ درفی عربی رسالہ تھا، جس کا نام ”شجرہ خبیثہ“ تھا۔ پہلا والا رسالہ بھی اصلاً عربی میں لکھا گیا تھا جس کا عربی نام اس طرح تھا۔ ”هل علماء الفرقۃ الدیوبندیۃ من اهل السنۃ والجماعۃ“ .. پھر بعد میں اس کا اردو ترجمہ مذکورہ نام سے شائع ہوا، ”شجرہ خبیثہ نامی عربی رسالہ میں ایک درخت کا نقشہ بنا کر اس کی ایک سیدھی شاخ سے بہت سی شاخیں نکالی گئی ہیں اور ان شاخوں میں پتیاں ہیں اور ہر پتی پر دنیا میں پھیلے ہوئے اسلامی جماعتوں اور صوفیائے کرام کے مختلف سلسلوں کا نام ہے، اور ان تمام فرقوں اور صوفیہ کے سلاسل کو گمراہ قرار دیا گیا ہے، اور ان کو اہل سنت سے خارج بتلایا گیا ہے، اور جڑ کو فکرمصوفیہ کا مرکز قرار دیا گیا ہے اور یہ دکھلایا ہے کہ اسی سے تمام گمراہیاں پھیلی ہیں۔ اسی طرح اس میں ایک نقشہ ہے جس میں ایک سیدھی لکیر کھینچ کر یہ دکھلایا گیا ہے کہ صرف یہی فرقہ جو غیر مقلدوں اور سلفیوں کا ہے مسلمان ہے ناجی اور کتاب و سنت والا ہے، اور اس لکیر کے چلیں دائیں یا بائیں بہتر لکیریں نکالی گئی ہیں اور اس میں اسلامی فرقوں کا نام لکھا کہ جس میں دیوبندیہ

فرقہ کا بھی نام ہے، سب کو اسلام اور اہل سنت سے خارج دکھلایا گیا ہے، یہ تو عزنی والے چھوٹے کتابچہ کا حاشیہ ہے۔

اردو زبان کے رسالہ میں کیلئے وہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ اس رسالہ میں خاص طور پر علمائے دیوبند پر کرم فرمایا گیا ہے۔ ان کی کتابوں سے اور زیادہ تربیلوی بدعتی عالم ارشد اتھارٹی کی شہسود کتاب زلزلہ سے علماء دیوبند اور خانہ ان شاہ دلی اللہ کے افراد کی طرف منسوب کرامات اور مکاشفات وغیرہ کے واقعات لے کر علمائے دیوبند اور دیوبندی جماعت کو اہل سنت سے خارج دکھلایا گیا ہے اور ان کرامات و مکاشفات کے واقعات کو علمائے دیوبند کے عقائد کی اساس بتلایا گیا ہے۔ صاحب رسالہ لکھتا ہے :

۔ جب ان علمائے دیوبند کے عقائد کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے موازنہ کرتے ہیں تو بنیادی امور میں واضح فرق ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۰
اور لکھتا ہے کہ :

۔ علمائے دیوبند اس شخص کو دلی جانتے ہیں جو احادیث رسول اللہ سننے سے انکار کرے اور براہ راست اللہ سے سننے کا دعویٰ کرے۔ ۱۱
اور لکھتا ہے کہ :

۔ علمائے دیوبند نے دعویٰ کیا ہے کہ ہمیں عین بیداری کی حالت میں غیبی معاملات کے حقائق منکشف ہوتے ہیں۔ ۱۲
اور لکھتا ہے کہ :

۔ صوفیائے دیوبند نے کرامات کی آڑ میں شرکیہ واقعات بیان کئے ہیں۔ ۱۳
اور پھر چند واقعات لکھ کر لکھتا ہے :

۔ ایسے شرکیہ واقعات کو تسلیم کرنے والے اور ماننے والے اہل سنت نہیں ہو سکتے۔ ۱۴

اللہ پھر اخیر میں یہ فیصلہ سنایا ہے کہ ایسے تمام لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے جو مقلد ہیں

اور صوفیائے کرام کو ماننے والے ہیں، پھر مزید ترقی کرتے ہوئے لکھتا ہے :

۱۔ ائمہ اہل سنت ان کو مرتدین میں شمار کر کے انہیں واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ ۹۷

اس رسالہ کے مشمولات یعنی خرافات کو ایک فکا انگیز تحریر بتلایا گیا ہے۔

صاحب رسالہ کی جرأت ایمانی کا حال یہ ہے کہ وہ اپنا نام نہیں ظاہر کرنا چاہتے یعنی دونوں عربی کتابچہ اور رسالہ بلنام کے شائع ہوا ہے، البتہ اس کے شتملات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تیار کرنے والا کوئی پاکستانی یا ہندوستانی ہے، اور اس کے ساتھ کچھ غالی قسم کے سعودیہ کے سلفی بھی ہیں۔ یہ دونوں تحریریں، اس پتہ سے شائع کی جا رہی ہیں۔

المکتبۃ التعاونیۃ للدعوة والإرشاد وتوعية الجالیات بالسی

ص. ب ۱۴۱۹ الریاض ۱۱۴۲۱ یتلیفون نمبر ۲۴۱۰۶۱۵۰

یہ دونوں تحریریں بڑے پیمانہ پر سعودیہ کے مختلف شہروں میں تقسیم کی جا رہی ہیں، جب میں مدینہ پاک اور مکہ مکرمہ میں تھا تو وہاں کے دوستوں نے مجھ سے کہا کہ اس بارے میں آپ بھی کچھ تحریر فرمادیں، میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ کب تک ان کا بیچھا کرتے رہیں گے، وہ ایک بات کو جس کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے، بار بار اچھا لیتے رہیں گے تو اس شرارت و فساد کا جواب کیا ہو سکتا ہے، مگر ان دوستوں کا اصرار بڑا شدید رہا تو میں نے عرض کیا کہ ہندو واپس ہو کر سوچوں گا، میں اٹھارہ رمضان کو واپس ہوا، اس کے بعد بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے فون پر دوستوں کا مطالبہ جاری رہا۔ رمضان کی مصروفیات کچھ اور ہی قسم کی ہوتی ہیں قرآن پڑھے اور سننے کے علاوہ کسی اور کام کی طرف طبیعت کا میلان نہیں ہوتا، رمضان بعد جب دو تین روز سوال کے گزر گئے تو اللہ نے یہ بات دل میں ڈالی کہ سلفی اور غیر مقلدین حضرات جن کو اہل سنت بتلاتے ہیں ان میں سب سے معیاری قسم کا امام اہل سنت ان سلفیوں کے نزدیک حافظ ابن تیمیہ ہیں خدا ان امام اہل سنت صاحب کے عقائد کو بھی چھانٹا بیٹھا جائے کہ وہ کس حد تک کتاب و سنت اور اسلام اکرام کے عقائد کے مطابق ہیں میرے پاس ابن تیمیہ کی چند کتابیں فتاویٰ کے علاوہ بھی تھیں بس انہیں کو ہاتھ میں لے کر یہ تحریر

شرح کر دی جو آئندہ آپ کے سامنے آرہا ہے ، اور دو تین روز میں یہ مختصر رسالہ تیار ہو گیا
 ہے۔ سلفی حضرت اس رسالہ کو غور سے پڑھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ جن کے عقائد اس قسم کے ہوں
 کیا ان کو اہل سنت میں شمار کریں گے؟ یا وہ امام اہل سنت ہو سکتے ہیں؟ اور جو فرقہ
 اس کو شیعہ ہو اس کی گمراہی میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ میں نے اس رسالہ کا نام سلفیوں
 کی تعیند میں کیا ابن تیمیہ علماء اہل سنت میں سے ہیں؟ رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس فرقہ سلفیہ کے شر و فساد سے امت اسلامیہ کو محفوظ رکھے ، یہ فرقہ
 عالمی فتنہ بننا جا رہا ہے ، اور اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ کا کھلونا بننا ہوا ہے۔

محمد ابوبکر غازی پوری

۱۴۲۷ھ

، شوال

غیر مقلدین اور سلفیوں کی منطق کا ذکر خیر

غیر مقلدیت اور سلفیت حاضرہ وقت ماضی کا سب سے بڑا فتنہ ہے، پورا عالم اسلام اس فتنہ سے دوچار ہے، اور سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اس فتنہ کا سد باب کیسے ہو، کتاب و سنت کا نام لے کر ان سلفیوں اور غیر مقلدین نے پوری امت کو گمراہ قرار دینے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، اکابر امت سے بیزاری ان کا مزاج بن گیا ہے، اور اسلاف کی روش سے انگ روش ان کی خبیثیت بن گئی ہے، کبار امت کی شان میں گستاخیاں کرنے کو انھوں نے دین کی خدمت سمجھ رکھا ہے، اور اپنے فرقہ کے سوا تمام امت کو اسلام سے خارج قرار دینا ان کے نزدیک سب سے بڑا دینی جہاد ہے، مذاہب اربعہ ان سلفیوں کے نزدیک باطل ہیں، اور صوفیاء کے تمام طرق گمراہی کا راستہ ہے، تصوف ان کے نزدیک تمام ضلالتوں کی اصل اور جڑ ہے، اور نوافل اور ذکر و اذکار کی کثرت ان کے نزدیک بدعت ہے۔

قیاس اجماع سے شرعی مسائل میں استدلال کرنا حرام ہے، یہ اخاف کے پکے دشمن ہیں اور دیوبندیوں کے نام سے ان کے جسم سے غیظ و غضب کی چنگاریاں نکلتی ہیں اور حسد و بغض کے شرارے ابلتے ہیں۔

اس وقت میرے نزدیک سلفیوں کی دو چیزیں نئی ہیں، ایک تو ایک پمفلٹ نما چند صفحات کا نہایت قیمتی کاغذ پر بہت خوب صورت چھپا ہوا سچا، عربی کتابچہ ہے

جس کا نام - شجرہ خیشہ ہے ، اور دوسرا ایک رسالہ ذرا ضخیم ہے ، جو پہلے عربی میں چھپا تھا اور اس کا نام عربی میں - هل علماء الفرقۃ الدیوبندیۃ من اهل السنۃ والجماعۃ ؟ تھا ، ادراپ اس کا اردو اڈیشن بھی شائع کیا گیا ہے ، جس کا نام ہے " کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں ؟ " اور مذکورہ پمفلٹ اور اس کتاب کو عربی دارود دونوں کو سعودیہ میں یہ سلفی حضرات بعض بدقسمت سعودیوں کے تعاون سے خوب پھیلارہے ہیں اور علماء دیوبند کے خلاف عرب علماء کے مزاج کو بگاڑ رہے ہیں ۔

پمفلٹ اور اس کتاب کا کھنڈہ والا کون ہے پمفلٹ اور کتاب پر اس کا نام نہیں ہے بہر حال یہ طے ہے کہ اس پمفلٹ اور اس کتاب کی تیاری میں ہندو پاک کے سلفیوں یعنی غیر مقلدوں کا ہاتھ ہے ، پمفلٹ کا ذکر تو بعد میں آئے گا ، کتاب کے مشمولات پڑھنے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کا سارا مواد بریلوی بدعتی عالم ارشد القادری کی کتاب زلزلہ سے لیا گیا ہے ، ظاہر بات ہے کہ یہ کام کوئی عرب عالم نہیں کرے گا ، یہ کام تو کسی ہندوستانی و پاکستانی بہادر غیر مقلد کا ہے جس کو اپنے نام کے اظہار کی بھی جرأت نہ ہو سکی ۔

اس کتاب کے مصنف کی منطق یہ ہے کہ اس نے کشف و کرامات کے واقعات کو علماء دیوبند کے اعتقادات کی اساس بنایا ہے اور اس کی بنیاد پر علماء دیوبند اور دیوبندی جماعت کو کافر و مشرک اور گمراہ اور اہلسنت سے خارج قرار دیا ہے ۔

اگر کشف و کرامات کے واقعات کو اعتقادات کی اساس قرار دینے کی منطق کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ذابن تیمیہ شیخ الاسلام و المسلمین باقی رہیں گے نہ ابن قیم ، ذابن دونوں کے متبعین یعنی غیر مقلدین اور سلفیین گمراہی کے مارغے اپنا دامن جھاڑ سکیں گے ، بلکہ سب کے سب ان سلفیوں ہی کی منطق سے اسلام سے خارج قرار پائیں گے اور اگرچہ یہ غیر مقلدین سلفیین اہل حق کے نزدیک اہل سنت سے خارج ہی ہیں مگر بقول خود بھی یہ اہل سنت سے خارج ہو جائیں گے ۔ آپ دیکھئے کہ غیر مقلدین کی منطق سے ابن تیمیہ کس طرح اہل سنت سے خارج ہو رہے ہیں ۔

ولی کا کشف کئی طرح کا ہوتا ہے

ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ جلد گیارہ میں فرماتے ہیں :
 . فتارة يرى الشيء نفسه اذا كشف له عنه وتارة يراه متمثلاً
 في قلبه الذي هو هو اما القلب هو الرائي ايضاً ، ولهذا يكون
 يقظته ويكون بمنأى كما لو جعل يرى الشيء في المنام ثم يكون اياه
 في اليقظة من غير تغير (ص ۶۳/۱۱۶)

یعنی ولی بذریعہ کشف کبھی بعینہ اسی شئی کو دیکھتا ہے۔ اور اس شئی کی صورت کو
 اپنے دل میں دیکھتا ہے، اور اس وقت ولی کی مثال آئینہ کی ہوتی ہے، اور یہ مشاہدہ
 دل سے ہوتا ہے، اور اس طرح کا مشاہدہ بیداری میں بھی ہوتا ہے اور خواب میں بھی
 ہوتا ہے جس طرح آدمی خواب میں کوئی چیز دیکھتا ہے، پھر وہی چیز اسکو بلا کسی تبدیلی
 کے بیداری میں نظر آتی ہے۔

سلفی حضرات معلوم کریں کہ ان کے امام صاحب کہاں جا رہے ہیں کیا یہ بعینہ صوفیوں والا
 عقیدہ نہیں ہے؟ اس کے باوجود ابن تیمیہ تو اہل حق میں سے ہیں اور صوفیاء کا طبقہ معاذ اللہ گمراہوں کا
 طبقہ ہے، اب اگر کوئی اللہ والا یہ کہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کسی اور ذات کو حالت بیداری
 میں دیکھا ہے تو اس نے کیا غلط کہا کہ اس پر غیر مقلدین کفر اور شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں، ابن تیمیہ کا
 بھی تو یہی عقیدہ تھا؟

صوفیہ کی مطلقاً برائی کرنے والا حد اعتدال سے باہر ہے

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ :

.. طائفة ذمت الصوفية والتصوف مطلقاً وقالوا انهم مبتدعون
 خارجون من السنة۔

وطائفة غلت فيهم وادعوا انهم افضل المخلوق واکملهم بعد
الانبياء وکلاطون هذا الامور ذمیم۔

والصواب انهم مجتهدون في طاعة الله كما اجتهد غیرهم
من اهل طاعة الله ففيهم السابق المقرب حسب اجتماعه
وفيهم المقتصد الذي هو من اهل اليمين۔۔۔۔۔

• ومن المنتسبين اليهم من هو ظالم بنفسه عاص لربها (ص ۱۸)
یعنی ایک جماعت نے مطلق صوفیہ اور تصوف کی برائی کی ہے، اور انکے بارے
میں یہ کہلے کر یہ عیتوں کا طبقہ ہے جو اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے۔
اور ایک جماعت نے صوفیہ کے بارے میں غلو سے کام لیا ہے، اور انبیاء علیہم السلام
کے بعد انکو سب افضل قرار دیا ہے، اور یہ دونوں باتیں مذموم ہیں۔

درست بات یہ ہے کہ صوفیاء اللہ کی طاعت کے مسئلہ میں مجتہد ہیں جیسے دوسرے
اہل طاعات اجتہاد کرنے والے ہوتے ہیں، اسلئے صوفیاء میں مقربین اور سابقین
کا درجہ حاصل کرنے والے بھی ہیں اور ان میں معتقدین کا بھی طبقہ ہے جو اہل یمن
سے ہیں اور اس طبقہ صوفیہ میں سے بعض ظالم اور اپنے رب کے نافرمان بھی
ہوتے ہیں۔

لیجئے حضرت ابن تیمیہ تو فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جن کو قرآن
کا زبان میں مقربین اللہ اہل یمن کہا گیا ہے اور جن کا مقام اللہ کے یہاں انتہائی درجہ قربت کا ہے
جن پر انعام الہی کی بارش ہوتی ہے، جیسا کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے، اور ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ
جو اس طبقہ کی مطلقاً برائی کرتا ہے وہ مذموم انسان ہے۔ اور ہمارے برادران غیر متقلدین مطلق
تصوف کو حرام قرار دے رہے ہیں اور ان کے نزدیک سارے صوفیاء گمراہ ہیں۔

اب کوئی ان سے پوچھے کہ شریعت کا علم تم کو زیادہ تھا کہ قدوۃ الاسلام ابن تیمیہ کو، کتاب
وسنت کے ماہر تم ہو کہ حجة الاسلام ماہر میں، حرام و حلال کی حقیقت کے تم بڑے عالم ہو کہ خلاف

ربانی المقدوف فی قلبہ النور القرآنی بڑے عالم تھے؟ معلوم ہوا کہ جو لوگ تصوف کی مطلقاً
برائی کرتے ہیں وہ عداۃ دال سے خارج ہیں اور اہل سنت و الجماعت سے باہر ہیں، یہی بن تیمیہ
کا فیصلہ ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ خواص حضرات کشف کے ذریعہ لوگوں کا انجام معلوم کر لیتے ہیں

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

• واما خواص الناس فقد يعلمون عواقب اقوام بما کشف الله لهم۔

(ص ۴۵ ج ۱۱ فائدی)

یعنی اللہ کے مخصوص بندے کچھ لوگوں کے انجام کو بذریعہ کشف معلوم کر لیتے ہیں۔
سلفی حضرات آسمان کی طرف نہ دیکھیں، نہ نہ چڑھائیں، ہائے وانے نہ کریں، بلکہ صاف
صاف بتلائیں کہ جس کا عقیدہ یہ ہو وہ کافر ہے کہ مومن؟ اہلسنت سے خارج ہے کہ اس کا شمار
اہل سنت میں سے ہے؟ اور جو اس کو مومن سمجھے اور قدمہ بنائے حجتہ الاسلام قرار دے، اہل اہلسنت
کہے اس کا ٹھکانا نہ یہ بلکہ جہنم میں جنت ہے یا جہنم؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ والوں کیلئے غیبی حقائق کھلتے بھی ہیں
اور وہ نگاہوں سے غائب لوگوں سے مخاطب بھی ہوتے ہیں

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

• وقد ثبت ان الاولیاء اللہ مخاطبات و مکاشفات (ص ۲۰۵)

یعنی ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ کے دیوں کیلئے مخاطبات اور مکاشفات ہوتے ہیں۔

مخاطبات کا معنی یہ ہے کہ اللہ کا ولی نگاہوں سے غائب چیزوں سے خطاب یعنی
بات چیت کرتا ہے، جیسے ارواح سے، فرشتوں سے، مردوں سے اور چیز بھی اس ولی سے

مطالب ہوتی ہیں۔

اور مکاشفات کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں دوسروں سے مخفی ہوتی ہیں اللہ اپنے ولیوں کو ان چیزوں کا بذریعہ کشف مشاہدہ کر دیتا ہے، مثلاً قبر میں کون کس حال میں ہے، فلاں جگہ فلاں شخص کیا کر رہا ہے، فلاں کا حال کیا ہے وغیرہ۔

ابن تیمیہ ان تمام چیزوں کو جائز اور ثابت مانتے ہیں، جبکہ غیر مقلدین اور سلفیوں کے نزدیک یہ عقیدہ کفر اور شرک ہے۔

اب اہل حق کون ہے۔ اور گمراہ کون، سلفیوں کے ہاتھ میں فیصلہ ہے؟

تصرفات ولی کا انکار ممکن نہیں ہے

ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

حمدلہم فی اعتقاد کوننا ولیا للہ انما قد صدقنا
مکاشفۃ فی بعض الامور او فی بعض التصرفات المخارقات للعادة مثل
ان یشیر الی شخص یموت او یطیر فی الهواء الی مکہ او غیرہا او یمشی
علی الماء احیانا او یملا ابریقا من الهواء او ینفق بعض الاوقات
من الغیب وان یمتحن احیانا من اعیین الناس او ان بعض الناس
استغاث بہ و هو غائب او میت فراقا قد جاء فنقض حاجتہ
او یخبر الناس بما سرق لہ او بحال غائب لہم او مریض
او یخوذ لک من الامور۔

یعنی بہت سے لوگ ولی اسکو سمجھتے ہیں جس کے ہاتھ پر خوارق عادت چیزوں کا ظہور ہو، جیسا کہ کشف کا ظہور ہو، یا اس سے بعض خارق عادت تصرفات کا ظہور ہو، مثلاً کسی کی طرف اشارہ کرے تو وہ مر جائے، یا وہ ہتھیں اڑا کر کہ
یادہ سرے شہر میں پہنچ جائے، یا وہ پانی پر چلے یا ہوا سے لٹا کر بھر دے یا

اس کے پاس کچھ نہیں مگر وہ غیب کے خراج کرتا ہے، یادہ نگاہوں سے غائب ہو جاتا ہے۔
 یا جب کوئی اس سے مدد چاہتا ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہے، یادہ اپنی قبر میں ہے تو
 وہ اس کے پاس آتا ہے اور وہ اسکی مدد کرتا ہے، یا چوری ہونے مال کی خبر دیتا ہے، یا
 غائب آدمی کا حال بتا دیتا ہے، یا مریض کے احوال سے آگاہ کر دیتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں :

”وهذه الامور المخارقة للعادة وان كان قد يكون صاحبها دلياً
 فنقد يكون عدواً لله“

یعنی ان خوارق کا صدور اگرچہ کبھی اللہ کے ولی سے ہوتا ہے مگر کبھی اس طرح کی
 باتیں اللہ کے دشمن سے بھی ظاہر ہوتی ہیں۔

پھر حق اور ناحق کی پہچان کیسے ہو؟ اور کیسے معلوم ہو کہ جس کے ہاتھ پر یہ خوارق
 ظاہر ہو رہے ہیں وہ اللہ کا ولی ہے یا اللہ کا دشمن تو ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ :

”بل يعتبر ادلياء الله بصفاته محمد و افعاله و احواله التي دل
 عليها الكتاب والسنة (ص ۲۱۳)“

یعنی اب اعتبار ان کے احوال کا ہو گا اور انکی صفات کا ہو گا اگر انکے احوال و
 صفات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہیں تو وہ اللہ کا ولی ہے
 اور اگر اس کا عمل خلاف سنت ہے اور اس کے ظاہری احوال خلاف شریعت
 ہیں تو وہ اللہ کا دشمن ہے۔

ابن تیمیہ جو فرما رہے ہیں وہ سراسر حق ہے، اور علماء دیوبند بھی وہی کہتے ہیں جو ابن تیمیہ
 فرما رہے ہیں، مگر ان غیر مقلدین کو کون سمجھائے کہ میاں تم ہوش میں آؤ اور علمائے دیوبند کی خلاف
 بدزبانی اور بد کلامی بند کر دو ورنہ تمہارے حجتہ الاسلام کا بھی وہی حشر ہو گا جو علمائے دیوبند کا ہو گا
 یہ نہیں ہو سکتا کہ ابن تیمیہ جو فرمائیں اس سے تو ان کے لئے جنت کا دروازہ کھلے اور اسی
 بات کو اگر علمائے دیوبند فرمائیں تو وہ جہنم میں جائیں اور ان کیلئے جنت کا دروازہ بند رہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ کرامات کا تعلق حضورؐ کی اتباع کی برکت سے ہوتا ہے

ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

« کرامات اولیاء اللہ انما حصلت ببرکۃ اتباع رسولہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی الحقیقۃ تدخل فی معجزات الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم » (ایضاً ص ۲۷۵)
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے اولیاء اللہ کیلئے کرامات کا
ظہور ہوتا ہے، اسلئے کہ کرامتیں فی الاصل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
میں داخل ہیں۔

معلوم ہو کہ جن کے ہاتھ پر کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے وہ تو وہی ہوتا ہے جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوتا ہے، اور جو رسول کا متبع نہیں ہوتا ہے اس کے ہاتھ پر
کرامتوں کا ظہور نہیں ہوتا ہے۔

کہئے اے گروہ غیر مقلدین دعاغ درست ہو گیا، یا ابھی خمار سلفیت باقی ہے؟
ابن تیمیہ حجتہ الامم اور قدوة الانام نے کیا کہہ دیا؟ کچھ سمجھ میں آیا، کرامات کا صادر ہونا
بھی ایک ہی سبب سے ہے کہ کون کون سے رسول کا متبع ہے اور کون آپ سے منحرف ہے، ابن باز کے
ہاتھ پر کتنی کرامتیں ظاہر ہوئیں؟ البانی سے کتنی کرامتوں کا صدور ہوا، ابن عبد الوہاب کا
اس بارے میں کیا حال رہا ہے؟ ذرا ان حقائق سے ہمیں بھی اور اپنے عوام کو بھی مطلع فرماؤ
- اگر معلوم ہو جائے کہ تم اتباع رسول میں کتنے سچے ہو، اور تمہارا دعویٰ کتنا جبنی بر حقیقت ہے۔
اور اہل سنت و جماعت کون ہے؟

اللہ اکبر۔ جس کے ہاتھ میں رسول اللہ کا دامن ہوتا ہے اور جن کے ہاتھوں پر اللہ
کرامتیں ظاہر فرما کر یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ ہمارے مخصوصین ہیں، انہیں کوئی ہاں انہیں

اللہ کے نیک و صالحین بندوں کو سلفیوں اور غیر مقلدین کا فرقہ گمراہ قرار دیتا ہے اور اسے لعنت
و اجماعت سے خارج قرار دیتا ہے، تفسیر ہے ایسی سلفیت پر اور لعنت ہے ایسی
غیر مقلدیت پر۔

وصف نبوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ہیں

ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

ما من نعيم في الجنة الا يبدأ فيه بالنبي صلى الله عليه وسلم
(فتاویٰ ص ۲۲۷ ج ۱۰)

یعنی جنت میں جو بھی نعمت ہے اس کی ابتداء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

کیوں؟

.. فانما هو الامام المطلق في الهدي لاول بني آدم و آخرهم (ایضاً)
اسلئے کہ وہ ہدایت میں تمام بنی آدم اولین و آخرین کے امام ہیں۔
وذلك ان جميع المخلوقات اخذ الله عليهم ميثاق الايمان به (ایضاً)
اللہ نے تمام مخلوقات سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا ہے۔

وقال النبي صلى الله عليه وسلم، اني عند الله لخاتم النبيين :

آدم لمنجدل بين السماء والطين . (ایضاً)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس وقت خاتم النبیین سے ہو رہا ہوں

تھا جب ابھی آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے نیچے تھے۔

فكتب الله وقدر في ذلك الوقت وفي تلك الحال امر امام الذرية (۲۹)

یعنی اللہ نے اسی وقت آپ کو ساری اولاد بنی آدم کا امام مقرر فرمایا تھا۔

ان تمام باتوں کا حاصل کیا ہے؟ یہی تو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اصل ہے

اور آپ ہی اول نبی ہیں اور آخر بھی، انزل میں بھی اور ابد میں بھی، نہ آپ سے پہلے کوئی نبی اور

مذہب کو مٹتی نہی، سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت کا فیض ہے، اگر بغرض محال دوسرا نبی بھی آئے تو آپ کی نبوت اس کی نبوت کی اصل ہوگی اور آپ ہی کی نبوت کا فیض ہوگی، اور آپ اس کی نبوت کے بھی ذاتی اعتبار سے خاتم ہوں گے، جس طرح تمام انبیاء کے آپ خاتم ہیں۔

ابن تیمیہ نے اسی بات کو اپنے انداز میں فرمایا ہے۔ اور اسی بات کو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انداز میں فرمایا ہے، مگر ابن تیمیہ توحید الاسلام اور تدوۃ الانام قرار پائے اور دارالعلوم کے بانی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے غیر مقلدین نے احمد رضا خاں کی زبان مستعار لی اور اس ذات گرامی کے بارے میں وہ سب کچھ بکا جواحمد رضا نے بکا تھا اور آج تک بریلوی بکتے چلے آ رہے ہیں۔

لے انصاف و دیانت کا خون کرنے والو، خدا سے شرم کھاؤ، اور خود کو اللہ والوں کی برائیاں کر کے جہنم کا ایندھن نہ بنو۔

انسان کیلئے تنہائی کا کوئی وقت ضروری ہے

ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

روا لا بد للابد من اوقات ينفر فيها بنفسه في دعائه
وذكره وصلاته وتفكره ومحاسبة نفسه واصلاح قلبه (ص ۲۹)
یعنی بندہ کیلئے کچھ ایسا وقت ضروری ہے جس میں وہ تنہا ہو کر اللہ سے
دعا کرے اس کا ذکر کرے، نماز پڑھے، اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور
پنے دل کی اصلاح کرے۔

ارے یہ تو صوفیہ کلام ہو گیا ہے؟ یہ باتیں تو اہل تصوف کی ہیں، ابن تیمیہ
یہ تصوف کی روح کیسے ملول کر گئی؟ کیا وہ اہل سنت سے نکل گئے تھے؟ ان کا عقیدہ
خراب ہو گیا تھا؟

اگر ان تصوفانہ باتوں کی وجہ سے صوفیاء کرام کا گروہ گمراہ ہے تو ابن تیمیہ کا ایمان

و اسلام بھی باقی نہیں رہے گا، یہ حقیقت غیر مقلدین نوٹ کر لیں، اور ہوش کا ناخن لیں۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حرام و حلال کا فیصلہ رسول اللہ فرماتے ہیں

ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

واللهو ليطاع ويحب فالاحلال ما احله والمحرّم ما حرّمه

والدین ما شاعہ (ص ۶۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاتی ہے اور آپ سے محبت کی جاتی ہے پس حلال وہی ہے جو آپ نے حلال کیا ہے، اور حرام وہی ہے جو آپ نے حرام کیا ہے، اور دین وہی ہے جو آپ نے مشروع کیا ہے۔

یہ حجت الاسلام نے کیا کہہ دیا؟ یہی تو بریلویوں کا عقیدہ ہے، یہ اہلسنت کا تو عقیدہ نہیں ہے، اہل سنت تو شارع حقیقی صرف اللہ کو جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دین و شریعت اور حرام و حلال کے بارے میں وہی نکلتے ہیں جو اللہ کا حکم ہوتا ہے، اللہ کی مرضی کے خلاف آپ کوئی حکم شرعی و غیر شرعی نہیں صادر فرماتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کلام ابن تیمیہ تصوف کی کسی خاص کیفیت کے ظاری ہونے سے صادر ہوا ہے؟ جس کو غلبہ حال کہتے ہیں، اس میں انسان معذور ہوتا ہے اسلئے میں اپنا قلم روک رہا ہوں، اور اس بارے میں زیادہ کچھ نہیں کہتا، البتہ سلفیوں سے یہ پوچھنے کا حق ضرور رکھتا ہوں کہ کیا یہ عقیدہ اہلسنت و الجماعت کا ہے؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اہل اللہ کو تصرف حاصل ہے اور ان کو کشف ہوتا ہے

ابن تیمیہ اپنے رسالہ الوصیۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں :
 « وفي اهل الزهادة والعبادة منكم من له الاحوال الزكية والطريقة
 المرضية وله المكاشفات والتصرفات » ص ۱
 یعنی تم میں سے جو اہل زہد و اہل عبادت ہیں ان کے پاکیزہ حالات ہیں اور ان کا
 پسندیدہ طریقہ ہے ، ان کیلئے مکاشفات اور تصرفات ہوتے ہیں ۔
 میں سلفیوں کی زبان میں پوچھ سکتا ہوں کہ جو اللہ کے علاوہ کسی مخلوق کے لئے کشف
 غیب ثابت کرے اور اس کو عالم میں مقصوف جانے کیادہ اہل سنت و الجماعت میں سے ہو سکتا
 ہے ؟ اور کیا اس طرح کا عقیدہ سلفیوں کے نزدیک کفر اور شرک نہیں ہے ؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ لوگوں کو کشف قبور ہوتا ہے

فتاویٰ میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں :
 « وقد انكشف لكثير من الناس ذلك حتى سمعوا صوت المعذابين
 في قبرهم وفي آثار كثيرة معروفة » ص ۱۹۶
 یعنی قبروں کے عذاب کا انکشاف بہت سے لوگوں کو ہوا ہے یہاں تک کہ انھوں نے

(۱) کیا ناماردیوبند الہست ہیں ؟ کے رسالہ کا مصنف علماء دیوبند کی کسی کرامت کو ذکر کر کے اس طرح
 کا سوال قائم کرتا ہے ، ایک جگہ وہ لکھتا ہے ، « صوفیائے دیوبند نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہیں عین
 بیداری کی حالت میں غیبی معاملات کے حقائق منکشف ہوتے ہیں ، انھوں نے اس کا نام
 مکاشفہ رکھا ہے یہ اہل سنت و الجماعت ہونے کے جھوٹے
 دعویہ لے رہی ہیں » ص ۲۰

جن کو قبروں میں عذاب پور ہا تھا ان کی آوازیں بھی سنی ہیں بلکہ انہوں نے ان کو قبروں میں عذاب ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے، اس بار میں بہت سے مشہور واقعات ہیں۔

سلفیوں کے نزدیک اللہ کے علاوہ کسی مخلوق کے کاشف کا عقیدہ رکھنا گمراہی ہے اور جو اس قسم کا عقیدہ رکھے وہ اہلسنت سے خارج ہے۔ اب یہ غیر مقلدین اور سلفیین بتلائیں کہ کیا ابن تیمیہ اس قسم کا عقیدہ رکھتے ہوئے سلفیوں کے نزدیک شیخ الاسلام والمسلمین نہیں گئے؟ یا وہ گمراہ تھے اور اہلسنت والجماعت سے خارج تھے؟ اور جو ایسے گمراہ کو شیخ الاسلام والمسلمین بتلائے اور ان کی اتباع کرے کیا وہ اہلسنت والجماعت میں سے ہوگا؟ کیا کسی سلفی اور غیر مقلد کو اس کا تجربہ ہوا ہے کہ اس نے کسی قبر سے عذاب پانے والے مردہ کی آواز سنی ہو؟ یا اس نے اس کو عذاب ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو؟ اگر نہیں تو وہ بتلائے کہ ابن تیمیہ کا ذکر وہ فرمان سچا ہے یا جھوٹا؟ اور ان کا یہ عقیدہ کہ بہت سے لوگوں کو قبروں میں موزن کے عذاب کا کشف ہوتا ہے اور وہ ان کو عذاب ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ صحیح ہے یا غلط؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حالت بیداری میں بندہ اپنے دل سے ان چیزوں کو دیکھتا ہے جو اسے خواب میں نظر آتی ہیں۔

ابن تیمیہ الوصیۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں :

وقد يحصل لبعض الناس في اليقظة ايضا من الرويا نظير ما يحصل للناس في المنام فيرى بقلبه مثل ما يرى المنام وقد ينجلي له من الحقائق ما يشهده بقلبه فهذا يقع كلما في الدنيا ص ۲۵

یعنی کچھ لوگوں کو کبھی بیداری میں اسی طرح کی چیز نظر آتی ہے جو سوئے ہوئے کو

خواب میں نظر آتی ہے، پس وہ اپنے دل سے وہ چیز دیکھتا ہے جو سونے والا دیکھتا ہے، اور کبھی اس کیلئے بیداری کچھ ایسے حقائق ظاہر ہوتے ہیں جن کا مشاہدہ وہ اپنے دل کی آنکھ سے کرتا ہے، یہ ساری چیزیں دنیا میں واقع ہوتی ہیں۔

ابن تیمیہ کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ بعض لوگوں کو حالت بیداری میں وہ چیز نظر آتی ہے جس کو وہ خواب میں دیکھتا ہے۔ مثلاً انسان خواب میں اللہ کو دیکھتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے، فرشتوں کو دیکھتا ہے، مردوں کو دیکھتا ہے، وہ اپنے کو آسمان پر دیکھتا ہے، کبھی دور دراز ملکوں میں دیکھتا ہے، کبھی جنت کو دیکھتا ہے، کبھی جہنم کا مشاہدہ کرتا ہے، کبھی مردوں سے بات کرتا ہے، کبھی فرشتوں سے گفتگو کرتا ہے، کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور آپ سے شرف ہمکلامی حاصل کرتا ہے کبھی اپنے اساتذہ اللہ شاہ سے استفادہ کرتا ہوا اپنے کو دیکھتا ہے، غرض خواب میں یہ تمام چیزیں انسان کو نظر آتی ہیں۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہی سب چیزیں انسان کو حالت بیداری میں بھی نظر آتی ہیں اور وہ ان کا مشاہدہ ظاہری آنکھ کے بجائے دل کی نگاہ سے کرتا ہے۔ ابن تیمیہ کے عقیدہ کا حاصل یہی ہے۔

مگر اس طرح کا عقیدہ رکھنا زمانہ حاضر کے سلفیوں کے نزدیک ضلالت و گمراہی اور کفر و شرک ہے۔ کیا علماء دیوبند اہلسنت و الجماعت ہیں؟ کا منصف لکھتا ہے:

”صوفیائے دیوبند نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمیں عین حالت بیداری میں غیبی معاملات منکشف ہوتے ہیں، انھوں نے اس کا نام مکاشفہ رکھا ہے۔“

پھر لکھتا ہے:

”یہ اہل سنت و الجماعت ہونے کے جھوٹے دعویدار ہیں۔“

اولاً تو یہی کتب صریح اور دروغ بے فروغ ہے کہ کسی دیوبندی عالم نے اس طرح کا دعویٰ کیا ہے، اور اگر کیا بھی ہو تو یہی دعویٰ تو ابن تیمیہ بھی کر رہے ہیں بلکہ اپنا عقیدہ

بنائے ہوئے ہیں تو اگر اس طرح کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے اہل دیوبند اور علمائے دیوبند اہلسنت
 و الجماعت سے شمار نہیں ہونگے۔ وقت حاضر کے سلفیوں اور غیر مقلدین بتلائیں کہ کیا ابن تیمیہ
 اہل سنت و الجماعت میں سے تھے، اور جو لوگ انکی پیروی کے مدعی ہیں اور ابن تیمیہ کے عقائد
 کو حق و باطل کا معیار قرار دیتے ہیں اور ان کا ایمان صحیح و سلامت باقی رہا؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کو کبھی ایسا قلبی مشاہدہ حاصل
 ہوتا ہے کہ اس پر فنا کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے

فرماتے ہیں :

نہکذا من العباد من يحصل له مشاهدات قلبية تغلب عليها
 حتى تغيب عن الشعور بحواسه فيظنها روية بعينه
 (الوصية الكبرى ص ۲۷)

یعنی اسی طرح بندوں میں بعض وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو مشاہدہ قلبیہ حاصل
 ہوتا ہے اور وہ مشاہدہ ان پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ اس پر فنا کی کیفیت
 طاری ہو جاتی ہے اور بجز اس سے اس کا شعور اور احساس ختم ہو جاتا ہے،

اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے وہ آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔

غیر مقلدین اور سلفی لوگ بتلائیں کہ کیا یہی وہ فنا نہیں ہے جس کے صوفیا قائل
 ہیں اور جس کی بنیاد پر فرقہ سلفیہ صوفیہ کے خلاف آوازیں کستا ہے اور انکو گمراہ بتلاتا
 ہے، کیا یہ فرقہ ابن تیمیہ کو اب بھی شیخ الاسلام والمسلمین کہے گا؟ یا ابن تیمیہ کیلئے اس
 فرقہ کے نزدیک گمراہی اور ہدایت کا پیمانہ کچھ اور ہے؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں
سماع اور حیات حاصل ہے اور دوسرے مومنین کو بھی

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب اقتصار الصراط المستقیم بہت تفصیل سے اس کا رد کیا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پاک کے پاس دعا مستجاب و مقبول ہوتی ہے اور انکو ناجائز
وغیر مشروع بتلایا ہے، اسی طرح کے کسی مسلمان کی قبر کے پاس دعا کرنے کو حرام قرار دیا ہے
پھر فرماتے ہیں :

دلاید خل فی هذا الباب ما یؤی من ان قوما سمعوا رد السلام
من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم او قبور غیرہ من الصالحین وان
سعید بن السیب کان یسمع الاذان من القبر لیالی المحرۃ ۳۷۲
یعنی ہم اس کا انکار نہیں کرتے ہیں نہ اس کو عدم جواز کے باب میں داخل کرتے ہیں
جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے یا دوسرے
صالحین کی قبروں سے سلام کا جواب سنا، اور حضرت سعید بن السیب حرہ کی
راتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اذان کی آواز سنتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے امت
اپنی قبروں سے سلام کا جواب دیتے ہیں اور سلام کرنے والا ان کے جواب دینے کو سنا بھی ہے
اور حضرت سعید بن السیب لیالی محرہ^(۱) میں جب کئی روز تک مسجد نبوی میں اذان و نماز بند رہی

(۱) یہ نہ معاویہ کے زمانہ میں مدینہ کے لوگوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کیا تھا، تو یزید نے
مدینہ پر چڑھائی کرنے کا اپنے گورنر کا حکم دیا تھا تاکہ لوگوں کو اپنے لئے بیعت کرنے پر مجبور کرے، تین روز
تک مدینہ میں خون خرابہ ہوا، اور مسجد نبوی میں نماز و اذان کا سلسلہ رکا رہا، اس زمانہ میں تنہا سعید بن
السیب مسجد شریف میں نماز کے وقت تشریف لیجاتے تھے و تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف
سے اذان کی آواز سنتے تھے۔ یہ واقعہ تاریخ کا بہت مشہور ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز سنتے تھے، جب ان باتوں کے ابن تیمیہ تائل ہیں، تو اس کا صاف مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں باحیات ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے سلام کرنے والوں کو اس طرح جواب بھی دیتے ہیں کہ بعض نمازیں کو آپ کا جواب سنائی بھی دیتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا لی حوکیں اذان دینا بھی ثابت ہے اور حضرت سعید بن المسیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان کا سنا بھی ثابت ہے۔ جب یہ سب کچھ ہے تو لازمی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں حیات ماحصل ہے اور اس کا انکار کرنا حقیقت سے چشم پوشی اور مکارہ ہے۔

اب فرقہ سلفیہ بتلائے کہ ابن تیمیہ اس عقیدہ کے باوجود کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں لوگوں کا سلام سنتے ہیں اور ان کے سلام کا ایسی آواز سے جواب بھی دیتے ہیں کہ بعض اللہ والے اس کو اپنے کانوں سے سن بھی لیتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں اذان بھی دیتے ہیں جس کو سعید بن المسیب سنا بھی کرتے تھے، ان تمام چیزوں کا عقیدہ رکھنے کے بعد بھی ابن تیمیہ اس فرقہ حادثہ کے نزدیک شیخ الاسلام والمسلمین باقی رہیں گے؟ یا وہ گمراہ اور باطل عقیدہ والے قرار پائیں گے؟ اور جو ابن تیمیہ کے متبعین ہیں وہ اہلسنت ہونے کے ٹھیکیدار اور دعویٰ دار اب بھی رہیں گے یا ان کا حشر ابن تیمیہ کے ساتھ ہوگا؟ اس کا فیصلہ وقت حاضر کی سلفیت ماضیہ کو کرنا ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف سے لوگوں کی شکایتوں کو سنا کرتے تھے اور امر صادر فرماتے تھے

اقضوا الصراط المستقیم میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں،
 . وکذا لک ایضا ما یروی ان رجلاً جاء الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 فشکا الیہ المجداب عام الرمادۃ فراءاً دھویاً مرلاً ان یا قتی عمر فیا مرلاً
 ان ینخرج فیتسقی ما للناس . ۳۷۳

اسی طرح ہم اس کا بھی انکار نہیں کرتے ہیں کہ جو یہ روایت کیا جاتا ہے کہ ایک شخص عام الربادۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آکر آپ کے خشک سالی کی اور قحط کی شکایت کی تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم فرماتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور ان سے کہے وہ لوگوں کو لیکر نکلیں اور اللہ سے بارش کیلئے دعا کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں حیات حاصل ہے اور آپ لوگوں کی شکایتوں کو سنتے بھی ہیں اور انکی حاجتوں کو رفع کرنے کی تدبیر بھی کرتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا والے دیکھتے بھی ہیں، یہ سب ابن تیمیہ کی اس عبارت سے دو اور دو چار کی طرح واضح ہے۔ اب ہم سلفیوں کی منطق استعمال کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ جس شخص کا اس طرح کا عقیدہ ہو وہ تمہارے نزدیک اہل سنت و الجماعت میں سے ہے یا اس سے خارج ہے؟ وہ گمراہ ہے یا مہدی ہے؟ کیا ساری گمراہیاں علمائے دیوبند ہی کے لئے ہیں، یا تمہارے شیخ الاسلام والمسلمین کو بھی اس میں سے کچھ حصہ ملا ہے۔

یہاں میں کیا علماء دیوبند اہلسنت و الجماعت ہیں؟ رسالہ کے غیر مقلد سلفی کی عبارت میں سلفیوں سے سوال کرتا ہوں، اس رسالہ کا مصنف لکھتا ہے اور سوال کرتا ہے :

بنائے کیا صحابہ اور ائمہ اہلسنت کے یہی عقائد ہیں؟ بلکہ وفات رسول صلی اللہ

نیلہ وسلم کے وقت صحابہ کا اجماع ہوا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔ ۲۴

پھر لکھتا ہے :

” بنائے کیا صحابہ و اجماع زمانے کے باوجود یہ علماء دیوبند اہلسنت و الجماعت

ہو سکتے ہیں؟ ” ۲۵

اور اس کے آگے لکھتا ہے :

” حیات النبی کے عقیدے ہی کی بنا پر علماء دیوبند کی کتب میں ایسے واقعات

ملنے میں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسمیٰ اہل سنت کی طرف توجہ کرنا اور

صرف کرنا ثابت ہوتا ہے، چند واقعات ملاحظہ ہوں^(۱)۔ ص ۲۵

ملاحظہ فرمایا! مگر ان واقعات میں تو وہی ساری باتیں ہیں جو ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے اور جس کا ذکر یہاں ہوتا چلا جا رہا ہے، اگر حیاتِ نبی کا عقیدہ رکھنے اور ان واقعات کو نقل کرنے کی وجہ سے علماء دیوبند اہل سنت سے خارج ہیں تو آپ کے شیخ الاسلام والمسلمین کیوں نہیں اہلسنت سے خارج ہوں گے؟ یا ان کا ایمان وہی ہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے کہ ہزار مسلمانوں اور باطل عقیدوں کے باوجود ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا؟

اور ذرا آپ اپنے بارے میں اور اپنی جماعت کے بارے میں بھی فیصلہ فرمائیں کہ آپ کا ٹھکانہ کہاں ہے اس لئے آپ کے نزدیک ابن تیمیہ حق و باطل کی پہچان ہیں، اور آپ حضرات انکے متبعین ہیں؟ کسی گمراہ کی اتباع کرنے والے راہِ حق پر کیسے ہو گا؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بہت سے مومنین کو بھی قبر میں حیات حاصل ہے اور وہ حاجتوں کو سنتے ہیں اور اسکو دفع کرنے کی تدبیر کرتے ہیں۔

ان مذکورہ عبارت کے متقل ہی لکھتے ہیں:

.. ومثل هذا يقع كثيرا لمن هو دون النبي صلى الله عليه وسلم

واحد من هذا الوقت كثيرا. ص ۲۷

اور اس طرح کی باتیں یعنی اوپر کی عبارت میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے

ثابت ہیں، ان کیلئے بہت پیش آتی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبہ میں

کم تر ہیں اور اس طرح کچھ بہت سے واقعات مجھے خود بھی معلوم ہیں۔

معلوم ہوا کہ قبروں سے آواز کا سنا اور قبر والوں سے ہم کلامی اور قبر میں با حیات ہونا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ بہت سے صالحین مومنین کو بھی یہ بات

(۱) پھر اس نے حضرت شیخ کی کتاب فضائل حج اور فضائل درود شریف سے بعد سے نقل کئے ہیں۔

حاصل ہو رہے۔

اب فیصلہ فرمائیں، وقت حاضر منکر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن تیمیہ کے بارے میں کہ ان کے شیخ الاسلام والسلمین اہل سنت والجماعت میں سے باقی رہے یا وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ میت کا قرأت وغیرہ کی آواز سنا حق ہے
ابن تیمیہ اقتضاء الصراط المستقیم (ص ۲۹۹) میں فرماتے ہیں۔
فاما استماع الميت للاصوات من القراءة فحق
یعنی میت کا قرأت کی آواز کو سنا یہ حق ہے۔

سلفیت حاضرہ کے علمبردار بتلائیں کہ ان کا عقیدہ اس بارے میں کیا ہے، اور ابن تیمیہ کا یہ فرمان حق ہے یا باطل ہے اور اس بارے میں وہ شیخ ابن تیمیہ کے ہم نوا ہیں یا ان کے مخالف ہیں؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کوئی بدعت ایجاد کی جائے تو بدعت تو حرام ہوگی مگر حسن نیت اور محبت پر بدعتی کو
شواب ہوگا

ابن تیمیہ اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۹۲ میں فرماتے ہیں:
”و كذلك ما يحدثه بعض الناس اما مضاهاة للنصارى في
ميداد عيسى عليه السلام واما محبة للنبي صلى الله عليه وسلم تعظيما
له قد يشتم الله على هذه المحبة والاجتهاد لا على البدع
من اتخاذ مولد النبي صلى الله عليه وسلم عيداً“ (۱)

یعنی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے موقع پر جو لوگ خوشیاں مناتے ہیں نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے کر وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن کو بطور یادگار مناتے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی تعظیم میں مسلمان یہ بدعتیں کرتے ہیں تو بدعتیں تو غیر مشروع رہیں گی لیکن ہو سکتا ہے کہ اللہ حضور سے انکی محبت اور انکے اجتہاد پر ان کو ثواب دے۔

وقت حاضر کے سلفی بتلائیں کہ ان کے شیخ الاسلام کا یہ عقیدہ حق ہے یا باطل؟ اور جو بدعتیں گمراہی ہیں ان کی ایجاد پر اگرچہ حضور کی محبت اور آپ کی تعظیم میں ہو ثواب پانے کا عقیدہ رکھنا عین گمراہی ہے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کل بدعتیہ ضلالہ ہر بدعت گمراہی ہے، اور شیخ الاسلام صاحب جی ہاں سلفیوں کے شیخ الاسلام صاحب فرماتے ہیں۔ اللہ اس پر ثواب دے سکتا ہے۔ کیا علماء اہل سنت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے؟

شروع مضمون میں میں نے بتلایا ہے کہ غیر مقلدین اور سلفیت حائضہ کے علمبردار علمائے دیوبند کو کافر و مشرک اور اہل سنت و الجماعت سے خارج بتلانے کیلئے انکی کتابوں میں مذکور کرامات و مکاشفات کے واقعات کو علماء دیوبند کا عقیدہ جاہلون کو باور کراتے ہیں اور ان کو کڑائی اور مکاشفاتی قصوں سے علماء دیوبند کا عقیدہ کشید کرتے ہیں، ان جاہلون کو

فتنہ المولود و اتعازہ موسما قد یفعلہ بعض الناس ویكون له نفع اجر عظیم بحسن قصد و تعظیمہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کو بعض لوگ خوشی کا دن مناتے ہیں ان کیلئے اسے اجر عظیم ہوتا ہے اسلئے کہ ان کا مقصد نیک ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیم کی نیت ہوتی ہے۔

اتنا بھی پتہ نہیں کہ کرامات و مکاشفات کا حصول دائمی اور ہمہ وقتی نہیں ہوتا ہے، اور نہ وہ ہر وقت کی چیز ہے۔ نہ کرامات و مکاشفات سے یقین اور جزم پیدا ہوتا ہے، جبکہ عقیدہ تو وہ چیز ہے جو انسان کی ہمہ وقتی زندگی کے ساتھ ہوتا ہے، اور انسان کا قلب اس کی تصدیق کرتا ہے، آج تک کسی پڑھے لکھے سمجھدار انسان نے کشف و کرامات کے دانتات کو عقیدہ کی بنیاد نہیں بنایا ہے، یہ کارنامہ علمائے دیوبند کی دشمنی میں صرف سلفی فرقہ انجام دیا ہے اور اپنی جہالت و سفارست کو طشت از بام کرتا ہے، اگر سلفی حضرات کی منطق کو تسلیم کر لیا جائے تو علمائے اسلام اور امت کا کوئی فرد بھی ایمان والا باقی نہیں رہے گا۔ اسلئے کہ کرامات و کشف کی حقانیت کے علمائے اہلسنت و الجماعت قائل ہیں۔ اچھا چلو ہم تمہاری منطق کو تسلیم کر لیتے ہیں تو بتلاؤ تم اپنے شیخ الاسلام والمسلمین کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ اہل سنت و الجماعت میں سے کیسے ہو سکتے ہیں اسلئے کہ

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کے ہاتھ میں موت و حیات ہے

ابن تیمیہ فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ :

”ودعا رای الحسن البصری علی بعض الخوارج کان یوذیما فخر

میتاً (ص ۲۸۰)

یعنی حسن بصری نے بعض خوارج کو جو انکو ایذا پہنچاتا تھا بد عبادی تو منہ کے بل گر کر مر گیا۔

اور صد بن اشیم کے بارے میں لکھتے ہیں :

”مات فرسا وهو فی الغزو فقال اللهم لا تجعل لخلق علی

منة ودعا الله عز وجل فاحياه فرسا فلما وصل الی بیتہ

فقال یا بنی خذ سرج الفرس فانما عاریة فخذ

سرجه فمات الفرس (اینگا)

وہ جہادیں تھے کہ ان کا گھوڑا مر گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ
تو مجھے کسی مخلوق کا احسان مند بنادے اور انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے
ان کیلئے ان کا گھوڑا زندہ کر دیا، پھر جب وہ گھر پہنچے تو انہوں نے اپنے
لڑکے سے کہا کہ گھوڑے کی زین کھول لو، گھوڑا عاریت ہے، لڑکے نے زین
کھول لی تو اسی وقت گھوڑا مر گیا۔

غیر مقلدین سے میں انہیں کے الفاظ میں سوال کرتا ہوں، ایسے شرکیہ و کفریہ واقعات
کو بیان کرنے والے کیسے اہلسنت ہو سکتے ہیں؟
(رسالہ کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟ ص ۴)

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کی دعا سے گدھا زندہ ہو جاتا ہے

ادھر آپ نے بندہ کی دعا سے گھوڑے کے زندہ اور مرنے کا قصہ ملاحظہ فرمایا، اب
سنئے کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کی دعا سے گدھا زندہ ہو جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

.. ورجل من النخع كان له حمار فمات في الطريق فقال له

اصحابه هلم نتوزع متاعك على رحالنا فقال لهم امهلوني

هنيئۃ ثم توضأ فاحسن الوضوء وصلى ركعتين ودعا الله

تعالیٰ فاحيا له حماره فحمل عليه متاعا .. ۲۸۱

یعنی قبیلہ نخع کے ایک آدمی کا گدھا تھا اور راستہ میں مر گیا تو اس کے ساتھیوں

نے اس سے کہا کہ آؤ ہم تمہارا سامان تقسیم کر کے اپنی سواریوں پر لاد لیتے ہیں

تو اس آدمی نے کہا کہ ذرا ٹھہرو پھر اس نے اچھی طرح وضو کیا اور دو رکعت نماز

پڑھی اور اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا اور اس نے اس پر

اپنا سامان لادا ..

ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں اس قسم کی بہت سی کلاماتیں ذکر کی ہیں اور اگر ان کے شاگرد رشید

حافظ ابن قیم کی کتاب کتاب الروح کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں تو اتنی اس قسم کی باتیں ہیں کہ سلفیوں کی منطق کے مطابق ان کا کافر و مشرک ہونا قطعی اور یقینی ہے، اہلسنت والجماعت میں ہونا تو دور کی بات ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ کے ولیوں کو جو مکاشفات و تصرفات حاصل ہوتے ہیں ان سے انکو قرب الہی حاصل ہوتا ہے
ابن تیمیہ فتاویٰ میں فرماتے ہیں :

۔ ان الخوارق منها ما هو من جنس العلم كالماکاشفات ومنها ما هو من جنس القدرۃ والملك كالتصرفات الخارقة للعادۃ ومنها ما هو من جنس الغنی عن جنس ما يعطاه الناس فی الظاہ من العلم والملك والاموال والغنی، وجميع ما یوتیہ اللہ من هذه الامور ان استعان به علی محبہ اللہ ویرضاه ویقربہ الیہ ویرفع درجہ ویامرہ اللہ بامرہ ورسولہ اذ ذلک رفعہا وتربتہ الی اللہ ورسولہ ۱۱۶۲۹۵

یعنی بعض خوارق امور مثل مکاشفہ اور تصرفات کے ہوتے ہیں، مکاشفہ کا تعلق علم سے اور تصرفات کا تعلق قدرت سے ہوتا ہے، تو اگر انسان اللہ و رسول کی مرضیات حاصل کرنے میں ان سے مدد لے تو اس کا درجہ اللہ اور رسول کے یہاں بڑھتا ہے اور اللہ و رسول سے اسکو قرب حاصل ہوتا ہے۔

علم سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مکاشفہ کے ذریعہ صاحب کشف بہت سی چیزوں کو معلوم کر لیتا ہے جو دوسروں مخفی ہوتی ہیں جیسے قریبہ کے حالات اور قدرت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صاحب کشف بہت سی ایسی چیزوں پر متاعہ ہوتا ہے جو دوسروں کی قدرت سے باہر ہوتی ہیں، مثلاً کسی کو ارنا جلانا، تھوڑی سی مدت میں

فیرقلدین و سلفین اور ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام و المسلمین کا لقب دینے والے
بتلائیں کہ ابن تیمیہ اس طرح کے عقیدوں کے بادی و بانی ہیں اہل سنت و الجماعت میں شمار ہونگے؟
ابن تیمیہ کی یہ عبارت صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ ابن تیمیہ اللہ والوں کیلئے مکاشفہ
اور تصرفات کے شکر نہیں ہیں بلکہ اس کو ان کیلئے نہ صرف ثابت مانتے ہیں بلکہ قرب الہی کا ذریعہ
بھی قرار دیتے ہیں، اگر سلفیوں میں ایمانی جرأت ہو تو ذرا ابن تیمیہ کے بارے میں فیصلہ فرمائیں
کہ وہ اہل سنت و الجماعت سے تھے یا نہیں؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (معاذ اللہ) بدعتی تھے

ابن تیمیہ جب اپنی توحید کے نشے میں آتے ہیں تو صحابہ کرام تک پر ہاتھ صاف کر جاتے
ہیں اور ان کے بارے میں انکی زبان و قلم سے وہ کچھ نکلتا ہے کہ آدمی انکی جرأت پر حیران
رہ جاتا ہے۔ ایک دفعہ جب ان پر توحید کا نشہ چڑھا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو
بدعتی بنا کر کے چھوڑا، اپنی کتاب اقتناء الصراط المستقیم میں لکھتے ہیں :
- واما قصد الصلاة في تلك البقاع التي صلى فيها اتفاقاً
فهذا لم ينقل عن غير ابن عمر من الصحابة
وتعوی هذا ليس من سنة الخلفاء الراشدين بل هو مما

ابتدع (منہ)

یعنی ان جگہوں میں جا کر نماز پڑھنا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو یہ بات
صرف صحابہ میں سے حضرت ابن عمر سے منقول ہے، اس کا اہتمام کرنا خلفاء راشدین کی
سنت نہیں ہے بلکہ حضرت ابن عمر (معاذ اللہ) کی بدعتوں میں سے ہے۔

دور دراز کا سفر، ایک ہی وقت میں متعدد جگہ نظر آنا وغیرہ امور جن میں سے کچھ کا بیان ابن تیمیہ
کی اوپر عبارتوں میں گزر چکا ہے۔

اور اس سے پہلے اس فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بدعت بتلانے کے لئے ابن تیمیہ نے حضور کی حدیث دایا کہ وہ محدثات الامور فان کل محدثا بدعتا وکل بدعتا ضلالة (یعنی بدعتوں سے بچو، ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) نقل کی اور اس طرح ابن تیمیہ نے معاذ اللہ حضرت ابن عمر کے بدعتی اور گمراہ ہونے پر مہر لگا دی ہے۔

میں ابن تیمیہ کے متبعین سے پوچھتا ہوں کہ علماء اہل سنت میں سے کس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بدعت قرار دیا ہے۔ اور ان کو بدعتی قرار دینے کی گستاخی ابن تیمیہ سے پہلے کس نے کی ہے؟ غیر مقلدین اور سلفی فرقہ بتلائے کہ کیا صحابی رسول کو بدعتی بتلانے والا اور ان کے عمل کو گمراہی قرار دینے والا اہل سنت و الجماعت میں سے ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ شیخ الاسلام و المسلمین و قدوة المومنین کہا جائے؟ سنت و عبت کی حقیقت صرف ابن تیمیہ ہی پر کھلی تھی، پوری امت میں ان کے سوا کوئی دوسرا محدث فقہ عالم اس کی حقیقت پر مطلع نہیں ہو سکا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی یعنی میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ سے تم ڈرو میرے بعد انکو اپنی زبان درازیوں کا نشانہ نہ بناؤ۔

ابن تیمیہ کی تضاد بیانی کا عجیب حال ہے، ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر عید میلاد النبی کوئی حسن نیت سے کرتا ہے تو اس کو ثواب ملے گا اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی تعظیم میں ایسا کر رہا ہے اور دوسری طرف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور سے غلبہ محبت میں ان جگہوں پر نماز پڑھیں جن جگہوں پر حضور نے نماز پڑھی تو وہ بدعتی قرار پائیں اور ان کے لئے کل بدعتا ضلالة والی حدیث ابن تیمیہ پڑھیں۔ ان اللہ اانا الیہ راجعون۔ حالانکہ ابن تیمیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ بدعت کفر کا ذریعہ ہو اگر کرتی ہے فرماتے ہیں۔ لکن فیمن بغی ان یعرف ان البدع برید الکفر (۲۹۷) یعنی بدعتیں کفر کا بڑا ذریعہ ہیں، تو اب کتنی بڑی جسارت اور مقام صحابہ سے عدم واقفیت

کی بات ہے کہ کسی صحابی کو بدعت کے الزام سے متہم قرار دیا جائے اور ان کو اس عمل کا لازم قرار دیا جائے جو کفر کا بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ اللہ سے ذکر کرنا بدعت ہے

ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

”والذکر بالاسم المفرد مظهر او مضمر ابداعاً فی الشّاع“ ۳۹۶

یعنی اللہ اللہ کا کہنا یا ہو، ہو کہنا شرعاً بدعت ہے۔

اور اسی صفحہ پر لکھتے ہیں :

”واما ذکر الاسم المفرد فبداعاً لہریشاع“

یعنی اسم مفرد یعنی اللہ اللہ سے ذکر کرنا بدعت ہے اور غیر شرعی عمل ہے۔

اللہ اللہ سے ذکر کرنے کو کسی عالم اہلسنت والجماعت نے سلفیوں اور ابن تیمیہ کے متبعین کے سوا بدعت اور غیر شرعی عمل نہیں قرار دیا ہے۔ اللہ اللہ کہنا یہ صرف سلفیوں کے مذہب و عقیدہ میں ناجائز، غیر مشروع اور بدعت ہے، غیر مقلدین کسی صحابی تابعی

فقہ، محدث سے ثابت کریں کہ اس کے نزدیک اللہ اللہ کہنا حرام ہے، ابن تیمیہ میں اگر دم خم ہو تا تو وہ اس طرح کے ذکر کو حرام بتلانے کیلئے کتاب وسنت سے دلیل پیش کرتے

مگر انھوں نے تو حرام و حلال کا ٹھیکالے رکھا ہے، جس چیز کو چاہا حلال کہہ دیا اور جس چیز کو چاہا حرام کہہ دیا، گویا دین و شریعت ان کے گھر کی گھر کی چیز ہے کہ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں، بنی اسرائیل کے علماء کی یہی گندی حرکت تھی کہ وہ اپنی خواہش سے حلال کو

حرام اور حرام کو حلال کیا کرتے تھے، ابن تیمیہ کی ڈگر بھی بنی اسرائیل کے علماء والی ہے اور

ان کے متبعین بنی اسرائیل کی قوم کی جنس سے ہیں جنھوں نے اپنے علماء کو ارباب بنا رکھا تھا۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں کے معصوم نہیں ہوتے ہیں

تمام اہل سنت و الجماعت کا اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد از نبوت گناہ کبیرہ و صغیرہ سے معصوم ہوتے ہیں، اور عصمت نبوت کے لوازم ذاتیہ میں سے ہے، یہ اتفاق و اجماعی بات ہے، مگر ابن تیمیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء سے گناہوں کا صدور ہو سکتا ہے اور وہ کبیرہ گناہوں سے بھی معصوم نہیں ہوتے ہیں، ابن تیمیہ کا کہنا یہ ہے کہ انبیاء سے گناہ ہو سکتا ہے البتہ گناہ پر اقرار و اصرار نہیں ہوتا ہے، یعنی انبیاء کو گناہ کے بعد توبہ و نہ امت کی توفیق دی جاتی ہے یا ان کو کسی مصیبت و ابتلا میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جس سے ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس بات کا عقیدہ کا اظہار فتاویٰ میں انھوں نے بار بار کیا ہے، چنانچہ فتاویٰ جلد عاشتر میں فرماتے ہیں:

• ان الانبياء صلوات الله عليهم معصومون فيما يخبرون به
عن الله سبحانه وفي تبليغ رسالاته باتفاق الامم ۲۸۹
یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام باتفاق امت ان باتوں میں معصوم ہیں
جن کو وہ اللہ کی طرف سے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔

پھر نگے چل کر ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

• وهذه العصمة الثابتة للانبياء هي التي يحصل بها مقصود
النبوة والرسالة ۲۹۰

یعنی یہ عصمت جو انبیاء کیلئے ثابت ہے اسی سے نبوت و رسالت کا مقصود
پورا ہوتا ہے۔

اس سے آگے چل کر کچھ اور لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

• والعصمة فيما يبلغوننا عن الله ثابتة فلا يستقر في ذلك
خطأ (ايضاً)

میں انبیاء کیلئے عصمت ان چیزوں میں ثابت ہے جو اللہ کی طرف سے وہ

بندوں تک پہنچاتے ہیں، اس میں وہ خطا پر برقرار نہیں رہتے ہیں۔

ان تمام عباراتوں کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء کرام اللہ کی طرف صرف پیغام رسانی میں

معصوم ہوتے ہیں یعنی وہ اس میں غلط بیانی اور کذب بیانی سے کام نہیں لیتے ہیں اور کبھی

اس میں بھی ان سے غلطی ہو جاتی ہے مگر یہ غلطی باقی نہیں رہتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی

اصلاح فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کی عبارت میں اسی بات کو انہوں نے اس طرح کہا

ہے، ذرا ابن تیمیہ کے لیکن پر دھیان دیجئے :

۔ لکن هل يصدر ما يستدركه الله فينسخ ما يلقى الشيطان

ويحكم آياته، هذا فيه قولان والمأثور من السلف يوافق

القرآن بذلك .. منہ

یعنی، لیکن کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ رسالت اور وحی بن اللہ

میں غلطی واقع ہو سکتی ہے؟ جس کو اللہ بعد میں درست کر دیتا ہے اور شیطان

جو پیغمبروں کی زبان پر بات لاتا ہے اسے اللہ ختم کر کے اپنی آیتوں کو محکم کر دیتا،

پس اس میں دو قول ہیں، اور جو بات سلف کے منقول ہے وہ وہی ہے جو قرآن

کے موافق ہے۔

ابن تیمیہ کی اس ایچ بیچ والی عبارت کا حاصل ہے کہ ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان

وحی و رسالت کی تبلیغ میں انبیاء علیہم السلام کو اپنے دوسرے کا شکار بناتا ہے اور اس کی

تائید قرآن سے ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ شیطان کی وحی اور القار کو باقی نہیں رکھتا بلکہ اسکو

منسوخ کر دیتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کر دیتا ہے، ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ سلف سے یہی بات

منقول ہے، یعنی معاذ اللہ سارے سلف کا یہی عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف

سے پیغام رسانی میں شیطانی دوسرہ کا شکار ہوتے ہیں، ابن تیمیہ کی یہ ستم عادت ہے کہ

اپنی بات کو پختہ کرنے کیلئے سلف کے نام کا سہارا لیتے ہیں جب کہ سلف بیچاروں کو ابن تیمیہ

کے باطن فقیدوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام تبلیغ رسالت میں بالکلیہ معصوم نہیں ہوتے ہیں۔

اس لئے کہ خود قرآن میں ہے۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنى البقى الشیطن فی امنیه، یعنی ہم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی رسول اور نبی آپ سے پہلے ایسا نہیں بھیجا کہ جب وہ آیات الہی کی تلاوت کرتا، تو شیطان نے اس کی تلاوت میں وسوسہ نہ پیدا کیا ہو۔

نیز ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورہ بجم کی کافروں کے مجمع میں تلاوت کی تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ کلمہ جاری کر دیا تِلْكَ الْغُرْنَقُ الْعُصَا وان شفا عتھن لترمجنی۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

وما للذین تروا ما نقل عن السلف فقالوا هذا منقول نقل ثابت لا یمكن القدح فیہ، والقہر ان یدل علیہ بقولہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا الخ، ص ۲۹۱

یعنی جن لوگوں نے اس بات کو ثابت کیا ہے جو سلف سے منقول ہے (یعنی انبیاء علیہم السلام، تبلیغ رسالت میں بھی حسب زعم ابن تیمیہ معصوم نہیں ہوتے ہیں اور شیطان انکو بھی اپنے دوسرے لاشکار بنا لیتا ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ تِلْكَ الْغُرْنَقُ الْعُصَا معنی والا واقعہ اس طرح ثابت ہے کہ اس میں کوئی قدح نہیں کیجا سکتی اور خود قرآن کی یہ آیت وما ارسلنا من قبلك الا الخ اس پر دلیل ہے۔

پھر ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت پاک میں یہ ہے کہ فیض اللہ ما یلعی الشیطان یعنی اللہ اسکو منسوخ کر دیتا ہے جو شیطان نبی و رسول کی قرأت میں وسوسہ ڈالتا ہے، اور جب تک کوئی بات پیش نہ آئے اس کے اٹھانے اور منسوخ کرنے کا مطلب ہی کیا ہے؟ اس لئے یہی اصل ہے کہ کوئی رسول اور نبی تبلیغ رسالت میں شیطان کے وسوسوں سے معصوم نہیں

رہتا ہے البتہ اس شیطانی دوسرے کو اللہ ان کے ساتھ باقی نہیں رکھتا۔^(۱)

خیر یہ تو تبلیغ رسالت اور وحی الہی میں معصوم ہونے اور نہ ہونے کی بات تھی، لیکن عام گناہوں سے خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ انبیاء اور رسل معصوم ہوتے ہیں یا نہیں؟ تو ابن تیمیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء اس سے معصوم نہیں ہوتے ہیں کہ ان کے گناہ صادر نہ ہو بلکہ ان کی عصمت کا تعلق اس سے ہوتا ہے کہ وہ گناہوں پر باقی نہیں رہنے دیئے جاتے، اس بات کو ابن تیمیہ اپنی اس بیچ دار اور الجھی ہونٹی اور گھماؤ پھراؤ والی عبارت میں اس طرح کہتے ہیں۔

.. اما العصمة في غير ما يتعلق بتبليغ الرسالة فهل هو

ثابت بالعقل والسمع؟ ومتنازعون في العصمة من الكبراء

والصغار اذ من بعضها ام هل العصمة انما هي في الاقرار

عليها؟ ام لا يجب القول بالعصمة الا في التبليغ فقط،

وهل تجب العصمة من الكفر والذنوب قبل المبعث ام لا؟

یعنی تبلیغ رسالت کے علاوہ امور میں انبیاء معصوم ہوتے ہیں کہ نہیں؟ تو لوگوں

کا اختلاف ہے کہ کیا یہ عصمت عقلاً ثابت ہے یا کتاب و سنت سے، پھر ان کا

اختلاف ہے کہ انبیاء کا معصوم ہونا گناہ کبیرہ و صغیرہ دونوں سے ہے یا بعض

سے؟ یا انبیاء کے معصوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کا پیغام

پہنچانے میں معصوم ہیں؟ اور کیا بعثت سے پہلے انبیاء علیہم السلام کفر اور

گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں کہ نہیں؟

دیکھئے ابن تیمیہ نے ایک اتفاقی بات کو کیسا اختلافی بنا دیا ہے، تمام اہلسنت

کے نزدیک انبیاء کا بعد البعث ہر طرح کے گناہوں سے معصوم ہونا اور قبل البعث کفر

اور شرک سے معصوم ہونا بلکہ قبل البعث بھی ہر طرح گناہوں سے معصوم ہونا طے شد امر

ہے اور اجماعی مسئلہ ہے، ابن تیمیہ نے اس اتفاقی بات کو کس طرح کا متنازع فیہ مسئلہ

بنا کر پیش کیا ہے، اور انکی غرض اس سے یہ ہے کہ وہ اس طرح اپنی بات کو جو انکا عقیدہ

(۱) اس آیت کی صحیح تفسیر معلوم کرنے کیلئے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی تفسیر ملاحظہ کیجئے، اس سے ابن تیمیہ

اور مسلک ہے اب جب پیش کریں گے تو ان کی طرف کسی کی انگلی نہیں اٹھے گی، چنانچہ اس کے بعد وہ اپنا عقیدہ اور مسلک پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں :

« والقول الذي عليه جمهور الناس وهو الاشارة المنقولة من

السلف اشارة العصمة من الاقرار على الذنوب مطلقاً. » ۲۹۳

یعنی انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے ہیں ان سے گناہیں صادر بھی ہوتی ہیں، صغیرہ بھی اور کبیرہ بھی بس اتنا ہے کہ انکو گناہوں پر باقی نہیں رکھا جاتا۔ یہی جمہور کا عقیدہ ہے اور سلف سے بھی اسی کے بارے میں آثار منقول ہیں۔

غیر مقلدین اور سلفیہ میں سے ہر شخص کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ وہ بتلائیں کہ کیا اس سنت و الجماعت کا اور جمہور مسلمین کا یہی عقیدہ ہے ؟ اور اس عقیدہ والا اہلسنت و الجماعت کا فرد شمار ہو سکتا ہے ؟

ابن تیمیہ سلف اور جمہور کو جھوٹی آڑ میں گمراہی کا پرچار کرتے ہیں اور امت مسلمہ کو آزمائش میں ڈالتے ہیں، ابن تیمیہ تو اب دنیا میں نہیں ہیں کوئی ان کا مخلص اور سچا متبع لکھے اور سلف ہند جمہور کے توں سے ابن تیمیہ کی صداقت کو ثابت کرے۔

ابن تیمیہ کا یہ سارا کلام سراسر باطل ہے، نہ اس کے قائل جمہور ہیں اور نہ اہلسنت و الجماعت کا کوئی فرد، اس طرح کا جس کا عقیدہ ہو اس کا ایمان ہی مشکوک ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات محل حوادث ہے

ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام ہو سکتا ہے، اس بات کو ابن تیمیہ نے مختلف انداز سے اپنے فتاویٰ میں بار بار بیان کیا ہے، مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں :

« ومن هنا ينظم (الاصول الثاني) الذي يتبنى عليه افعال الرب تعالى اللازمة والمتعدية وهو انه سبحانه هل تقوم

به الامور الاختيارية المتعلقة بقدرتها ومشيئتها ام لا؟
 فمذهب السلف وائمة الحديث جواز ذلك (۵۳۶/۵۳۷)
 یعنی کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وہ افعال لازمہ اور متعدیہ امور اختیار یہ
 جن کا تعلق اللہ کی قدرت اور مشیت سے ہے، اللہ کی ذات کے ساتھ انکا
 قیام ہوتا ہے یا نہیں؟ تو سلف اور ائمہ حدیث کا مذہب یہ ہے کہ یہ
 جائز ہے۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں :

• واما دنوة نفسا وتقربا من بعض عباد لا فهذا ايشبه
 من يثبت قيام الافعال الاختيارية بنفسه ومجيئها يوم
 القيمة ونزوله واستوائه على العرش وهذا مذهب ائمة
 السلف دائمة الاسلام المشهورين واهل الحديث والنقل
 عنهم بذلك متواتر (۴۶۶/۴۶۷)

یعنی اللہ تعالیٰ کا خود ہی بعض بندوں سے قریب ہونا تو اس کو وہ لوگ اللہ کیلئے
 ثابت مانتے ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ افعال اختیار یہ کا قیام اور اللہ کا قیامت
 کے روز آنا اور اس کا آسمان سے اترنا اور اس کا عرش پرستی ہونا اللہ کیلئے
 ثابت ہے، اور یہ ائمہ سلف اور مشہور ائمہ اسلام اور اہل حدیث کا مذہب ہے،
 اور ان سے ان کا یہ مذہب متواتر ثابت ہے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اللہ کیلئے لازمہ اور متعدی دونوں فعل ثابت ہے اور اسی پر

مرسلہ دلیل ہے اور یہی سلف اور ائمہ سنت کا مذہب ہے۔ پھر لکھتے ہیں :

• هؤلاء يقولون انما ياتي ويحيي وينزل ويستوي ومخولك
 من الادب ال كما اخبر من نفسا وهذا هو الكمال (۴۶۶/۴۶۷)

یعنی ائمہ سلف اور ائمہ سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ آتا ہے اور جاتا ہے

اور تزلزلے اور قرار پکڑتا ہے اور اس کے علاوہ اللہ کے دوسرے اسی قسم کے افعال ہیں جیسا کہ اللہ نے اپنے بارے میں اس کی خبر دی ہے اور اللہ کی ذات کیلئے یہی کمال ہے۔

غیر متغیر اور سلفیہ بن ایک طرف تو اللہ کیلئے بندوں کی طرح سارے افعال اختیار یہ، متغیر و لازمہ مانتے ہیں اور دوسری طرف اسی منہ سے یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے یہ افعال بندوں اور مخلوق کے مشابہ نہیں ہیں، سوال یہ ہے کہ زید کا بات کرنا اور عمر کا بات کرنا ایک جیسا نہیں ہوتا ہے، دونوں کی آواز الگ الگ ہوتی ہے، دونوں کا چلنا پھرنا الگ ہوتا ہے مگر اصل چلنے پھرنے کا جو معنی ہے اور بات کرنے کا جو مفہوم دونوں میں مشترک ہے اسی وجہ سے دونوں کو مستحکم اور سترک اور چلتے پھرنے والا کہا جاتا ہے، تو جب اصل معنی نزول اور مجی کا الہ کی ذات میں پایا گیا اور حرکت کے اصل معنی اور استقرار کے لغوی معنی کے اعتبار سے آنا جانا اور حرکت کرنا اور استواء اللہ کیلئے تسلیم کر لیا گیا تو یہ کہنا کہ اللہ کا آنا جانا اور اترنا اور چڑھنا اور اللہ کا استقرار بندوں اور مخلوق کے مشابہ نہیں ہے بالکل بے معنی بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ سارے افعال بندوں کے بھی حادث اور اللہ کے لئے بھی حادث ہیں، تو اس معنی حادث کے اعتبار سے اللہ اور بندوں میں کیا فرق رہا اللہ کی ذات بھی محل حوادث ہوتی جس طرح مخلوق کی ذات محل حوادث ہوا کرتی ہے۔

ابن تیمیہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتلایا ہے کہ سلف، کتاب و سنت، ائمہ حدیث اجماع و تیرہ کا اتفاق اپنا مطلب حاصل کرنے کیلئے موقع بے موقع بہت استعمال کرتے ہیں اور یہ سب انکی بکواس ہوتی ہے، اور ائمہ سلف اور کتاب و سنت کا نام لے کر عوام کو بہکانا اور گمراہ کرنا ہوتا ہے۔

بہر حال غرض یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو محل حوادث بتلانے والا اہل سنت و اجماعت سے خارج ہے اور اس کا شمار علماء اہل سنت میں سے نہیں ہو سکتا۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تجلی رب کے وقت جو
غشی طاری ہوئی تھی اور چیخ نکلی تھی یہ انکا نقص تھا اور کمال نبوت کے

خلاف تھا

ابن تیمیہ یہ بتلاتے ہوئے کہ بندہ پر فنا کی کیفیت کا طاری ہونا اور اللہ کا نام
سن کر اس کا غش کھا جانا یہ کمال نہیں بلکہ اس کا نقص ہے اور بندہ کو اس میں معذور سمجھا
جاتا ہے، اس کی مثال میں فرماتے ہیں :

”کما عذر موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لما صعق حين تجلی ربہ
للجبل وليس هذا الحال غایۃ السالکین ولا لازماً لکل سالک
ومن الناس من یظن انہ لا بد لکل سالک منہ فلیس
کذلک فنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم والسابقون الاولون
ہم افضل وما اصاب احدا منهم هذا الفناء ولا صعق ولا مات
عند سماع القرآن (ص ۹۹ منہاج السنۃ)

”یعنی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام معذور تھے جبکہ تجلی رب کے وقت انہوں
نے چیخ ماری، لوگ سمجھتے ہیں کہ فنا کی کیفیت کا طاری ہونا ہر سالک کیلئے
لازم سو یہ درست نہیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ میں سے سابقین
اولین جو لوگ کہ افضل تھے انہیں کہیں یہ فناء لاحق ہوا اور نہ انکے منہ سے چیخ
نکلی نہ قرآن سننے وقت ان میں سے کوئی مرا۔

ناظرین غور فرمائیں کہ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر انکی بے کمالی کو
بتلانے کے لئے ابن تیمیہ کی کتنی بڑی جرأت ہے، اور پھر مثال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ صحابہ کرام کا ذکر کر کے گویا یہ بتلانا ہو کہ صحابہ کرام کمال ایمانی و کمال باطنی اور قوت
قلبیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھے ہوئے تھے کیا اس طرح کی بات کوئی اہل سنت

اپنی زبان سے نکال سکتا ہے؟ بات یہ ہے کہ فناوی میں ابن تیمیہ نے کئی جگہ لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو تدریجاً کمال کا درجہ حاصل ہوتا ہے یعنی انکی ابتدائی حالت اس درجہ کمال میں نہیں ہوتی ہے جو حال ان کا موت کے وقت ہوتا ہے^(۱) اسی لئے انبیاء سے گناہوں کا

(۱) مثلاً حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں - (فناوی ص ۲۹۹) المقصود ہنا ان ماتت ما نقصت ما نقصه ذی النون ما یلام علیہ کلمہ مغفور بیدلہ بہ حسنات ورفع درجۃہ وکان بعد خروجہ من بطن الحوت وتوبت اعظم درجۃ منہ قبل ان یقع ما وقع - مقصود یہاں یہ ہے کہ حضرت یونس کے قصہ میں جو بات ہے اور جس کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کی ملامت کی جاتی ہے ان سب باتوں کو معاف کر دیا گیا ہے اور اسکو حسنات سے اللہ نے بدل دیا ہے اور ان کے درجہ کو بلند کیا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام پھل کے پیٹ سے نکلنے کے بعد اور توبہ کر لینے کے بعد پہلے سے زیادہ مرتبہ دلے ہوئے جبکہ ان سے گناہ کا صدور ہوا تھا -

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں - فكانت حالہ بعد قولہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ارفع من حالہ قبل ان یکون ما کان والاعتبار بکمال النہایۃ لا ما جری فی البدایۃ والاعمال بخواتیمہا - یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا حال لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کہنے کے بعد پہلے حال سے ارفع رہا جب ان سے وہ گناہ صادر ہوا جو صادر ہوا اور اعتبار تو آخری حال کا ہوا اگر تاہم ذکر شروع حال کا اور اعمال کا مدار تو فائدہ ہے۔ پھر اسی بات کو اسی معنی میں اس غرض دھرایا ہے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے پیٹ سے نکالا۔ وہ انسان کچھ نہیں جانتا تھا، پھر انسان کو اللہ نے علم دیا اور نقصان کے حال کو تدریجاً کمال کے حال تک پہنچایا۔ فلا یجوز ان یتبرقہ الانسان بما وقع منہ قبل حال الکمال بل الاعتبار بحال کمالہ ویونس صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ من الانبیاء فی حال النہایۃ حالہم اکمل الاحوال ص ۳۹۹ اس لئے یہ جائز نہیں ہے کہ انسان کے مقام و مرتبہ کا اعتبار اسد خیر سے کیا جائے جو اس سے حالت کمال تک پہنچنے سے پہلے واقع ہوئی، بلکہ اعتبار کمال کی

صدور بھی ہوتا ہے، اور وہ گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے ہیں، ابن تیمیہ کا مذہب تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے مطلقاً معصوم ہونے کا عقیدہ رافضیوں کا ہے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

وادل من نقل منهم من طوائف الامم القول بالعصمة مطلقاً
الواقعة (مینۃ فتاوی)

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم جانے وہ جاہل ہے۔

ابن تیمیہ حضرت علیؑ پر حضرت معاذؓ کی فضیلت بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں :
.. وقوله اعلمهم بالحلال والمحرام معاذ بن جبل اقرب الى الصحة باتفاق علماء اهل الحديث من قوله اقتضاكم على لو كما بما يجتبر به، واذا كان ذلك اصح ما سادوا واطهر دلالة، علم ان المجتبر بذلك على ان عليا اعلم من معاذ بن جبل جاهل .. مینۃ ۳۱
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ حضرت معاذ صحابہ کرام میں حلال و حرام کے سب سے زیادہ واقف کار ہیں، حضور کے ارشاد سے کہ حضرت علی صحابہ کرام میں سے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں باتفاق اہل علماء حدیث زیادہ صحیح ہے،

حالت کا ہو گا، اور حضرت یونس علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے آخر احوال ابتدائی احوال سے زیادہ کامل تھے۔

اہل علم غور فرمائیں کہ کیا یہ کسی اہلسنت کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے احوال شروع میں ناقص ہوتے ہیں اور آخر میں کامل ہوتے ہیں، اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ ماد کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کی وہ تدریجاً کمال کو پہنچتا ہے۔

دور جب معلوم ہو چکا کہ حضرت معاذ کے بارے میں جو حضور کا ارشاد ہے
وہ سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور دلالت کے اعتبار سے زیادہ واضح ہے تو
حضرت علی کے بارے میں جو حدیث ہے اس سے یہ حجت پکڑنے والا کہ حضرت
علی حضرت معاذ سے زیادہ علم والے تھے جاہل ہے۔

میرا خیال ہے کہ حضرت معاذ کو حضرت علی سے علم میں افضل قرار دینے کی بات کسی
بھی اہلسنت و الجماعت کا قول نہیں ہے، یہ ابن تیمیہ کی ایجاد ہے۔ ابن تیمیہ کو معلوم نہیں
کیوں حضرت علی سے بڑی پرفاش تھی۔ وہ حضرت علی کی فضیلت والی بیشتر حدیثوں
کو رد کر دیتے ہیں۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ کوئی مومن حتیٰ کہ صحابہ کرام بھی ہدایت کاملہ کے ساتھ ایمان نہیں تھے

ابن تیمیہ کے عقائد کا تفصیلی مطالعہ کرو تو عجیب و غریب باتیں سامنے آتی ہیں
جن پر کسی اہل سنت سے تصور بھی نہیں ہو سکتا مثلاً وہ اس آیت شریفہ کا دھماکہ
لَا تَزْنُ وَاسْمُكَ بِاللَّهِ الرَّسُولُ يَذَّكُّكُمْ لَتَوْعَبُوا بَعْضَكُمْ وَدَقْدَ اخَذَ مِنْكُمْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے مخاطب کفار نہیں ہیں بلکہ اس
کے مخاطب مومنین ہیں، اور آیت شریفہ میں ان مومنین سے ایمان کی تکمیل کا مطالبہ کیا گیا ہے
کہ جو چیزیں ان پر ظاہراً و باطناً واجب ہیں ان کو ادا کر کے اپنے ایمان کی تکمیل کریں، پھر
فرماتے ہیں:

كَمَا نَسَأَلُ اللَّهَ أَنْ يَهْدِيَنَا إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ فِي كُلِّ مَوَلاَةٍ

وَأَنْ كَانَ قَدْ هَدَى الْمُؤْمِنِينَ لِلْإِقْرَارِ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ

جَمَلَةٌ لَكِنِ الْهَدَايَةُ الْمَفْصَلَةُ فِي جَمِيعِ مَا يَقُولُونَ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِمْ

لَمْ تَحْصَلْ وَجَمِيعُ هَذِهِ الْهَدَايَةُ الْخَاصَّةُ الْمَفْصَلَةُ هِيَ مِنَ الْإِيمَانِ

الما موریہ وبذلک یخرجہم اللہ من الظلمت الی النور (ص ۲۳)

یعنی یہ اسی طرح ہے جیسا ہم اللہ سے صراطِ مستقیم کی ہدایت کا ہر نماز میں سوال کرتے ہیں اگرچہ اللہ نے مومنین کو اجمالی طور پر شریعت کا اقرار کرنے کی وجہ سے ہدایت دے رکھی ہے، لیکن ان کے تمام اقوال میں تفصیلی ہدایت نہیں ملی ہوتی ہے جب کہ یہ منفعہ، ہدایت خاصہ ہی وہ ایمان ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور اسی ہدایت سے اللہ مومنین کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

علماء کرام اور اہل سنت و الجماعت غور فرمائیں کہ ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ اور انکی یہ بات کتنی خطرناک ہے، اس کا تو مطلب یہ ہو اگر کسی مسلمان کا حتیٰ کہ کسی صحابی اور خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات تک ایمان ناقص ہی رہا اس وجہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پوری زندگی نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور اھدنا الصراط المستقیم سے دعا مانگا کرتے تھے۔

ہمارا خیال ہے کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ اور مذہب معلوم کرنے کیلئے اتنا ہی بہت کافی ہے۔

اب اہل اسلام غور فرمائیں کہ کیا ابن تیمیہ اہل سنت و الجماعت میں سے تھے؟ اور کیا جس شخص کا عقیدہ اس قسم کا ہو وہ اہل سنت و الجماعت میں سے شمار ہونے کے قابل ہے۔ اور کیا ابن تیمیہ والے کسی بھی حال میں اہل سنت و الجماعت ہو سکے ہیں؟

واللہ الحمد اولاً و آخراً وصلى اللہ علی النبی وسلم

تم ہذا التحریر ۸ شوال ۱۴۲۷ھ

حکیم صادق سیالکوٹی
کی کتاب
صلوۃ الرسول
کے بارے میں کتاب

غیر مقلدین کی ڈائری

غیر مقلدین کے مسلک و مذہب اور ان کی تاریخ کے موضوع
پر ایک نہایت دلچسپ کتاب ایک ایسا اثبوت
جس میں غیر مقلدین کا واقعی چہرہ دیکھا جاسکتا ہے۔

غیر مقلدین
کیلئے
لمحہ فکر

حدیث کے بارے میں
غیر مقلدین کا
معیارِ دو قول

ایکینہ غیر مقلدیت

یعنی غیر مقلدین کے عقائد پر ایک تحقیقی نظر

از قلم

رئیس المحققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

ناشر

مکتبہ اہل سنت والجماعت

87۔ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان فون 048-3881487

حکیم صادق سیالکوٹی
کی کتاب

صلوۃ الرسول
پر ایک نظر

غیر متقلدین کی ڈائری

غیر متقلدین کے مسلک و مذہب اور ان کی تاریخ کے موضوع
پر ایک نہایت دلچسپ کتاب ایک ایسا اثبات
جس میں غیر متقلدین کا واقعی چہرہ دکھایا جاسکتا ہے

غیر متقلدین
کی فکر پر

حدیث کے بارے میں
غیر متقلدین کا
معیارِ رد و قبول

ایک غیر متقلدیت

غیر متقلدین کے عقائد پر ایک تحقیقی نظر

از قلم

رئیس المحققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام

مولانا محمد امجد علی عثمانی

ناشر

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87۔ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پبلیکیشنز فون 048-3881487